

نقد و نظر

مظہری مغالطے

(قسط ۲۵)

ابورہمان

سیالکوٹی

ساری دنیا میں مجتہد، صرف حضرت معاویہؓ، اصحابِ جمل و مہین اور حضراتِ مکیین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی تو نہیں ہوئے اور اجتہادی غلطی بھی صرف انہی سے تو نہیں ہوئی، ان کے علاوہ اور بھی سیکڑوں مجتہدین ہوئے ہیں، ان سے بھی تو اجتہادی غلطیاں ہوئی ہوں گی۔ خطا اجتہادی سے کسی مجتہد کا ذکر اگر اس کا کامل ہی ذکر خیر ہے تو قاضی صاحب ہی فرمایا کہ کیا انھوں نے یہ کامل ذکر خیر دنیا و جہاں کے کسی اور مجتہد کا بھی کبھی کیا؟ اور واقعی جواب قاضی صاحب کے اس سوال کا یہ ہے کہ میں اپنی کتاب میں صحابہ کرامؓ کے ذکرِ بالغیر کی تفصیل "ذکرِ بالغیر کی انواع و اقسام" کے مستقل عنوان کے تحت صفحہ ۳۱۲ سے صفحہ ۳۲۲ تک بیان کر چکا ہوں۔ اور قاضی صاحب کے تبصرہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تفصیل ان کی نظروں سے گزری بھی ہے، یاد نہ رہی تو دوبارہ ایک نظر اس پر ڈال لیں۔ انشاء اللہ بشرطِ انصاف، سوال کا تسلی بخش جواب مل جائے گا۔

مغالطہ نمبر ۲۵

قاضی صاحب نے اس سلسلے میں بخاری و مسلم کی وہ حدیث ذکر کی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے اجتہادی صواب والے کے لیے دوہرا اور اجتہادی خطا والے کے لیے اکہرا اجر ارشاد فرمایا ہے پھر لکھتے ہیں:

"مولانا ابورہمان صاحب جواب دیں (۷) کہ خود رسول ﷺ نے بھی اجتہادی اختلاف (۸) میں مجتہد کے لیے آخری حد خطا اجتہادی قرار دی ہے تو کیا آپ ﷺ نے بھی صحابہ کے خالص ذکرِ خیر کے منافی حکم دیا ہے۔ (۹) العیاذ باللہ ابورہمان اپنے دل و ذماغ کا

۷۔ ابورہمان ضرور جواب دیے گا لیکن تب جبکہ قاضی صاحب نے اس حدیث کا یہاں جو مفاد بیان کیا ہے اس کے مطابق پہلے عمل اس حدیث پر ثابت کریں۔

۸۔ بالکل غلط، آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں اجتہادی اختلاف کا ذکر ہرگز ہرگز نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ تو تب ہوتا جبکہ آپ ﷺ نے بد مقابل متعدد مائیکوں کے ایک دوسرے سے مختلف اور متعدد فیصلوں میں سے کسی کو صواب اور کسی کو خطا کہا ہوتا۔ حالانکہ یہاں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو یہاں اکیلے اکیلے حاکم کے اکیلے اکیلے اجتہادی فیصلے میں صواب و خطا کے دونوں دونوں احتمال بتائے ہیں اور بس۔

۹۔ یہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ حکم تو اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے کوئی بھی نہیں دیا ہے نہ منافی نہ موافق بلکہ اجتہادی خطا و صواب اور اس میں اجر و ثواب کا صرف ایک منابط بیان کیا ہے اور بس۔

جائزہ لیں کہ وہ کہاں پہنچ رہے ہیں۔" (صفحہ ۲۴)

قاضی صاحب یہاں اس حدیث سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ خطا اجتہادی بھی مجتہد کا کامل ذکرِ خیر ہے یہ بات اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس پر تفصیلی گفتگو کارین انشاء اللہ سبائی فتنہ حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہاں تو ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث کا جو مفاد یہاں قاضی صاحب نے بیان کیا ہے اگر اسی کو صحیح فرض کر لیا جائے تو پھر جتنا الزام وہ اس سے ابورحمان کو دے رہے ہیں اس سے زیادہ خود ان پر آتا ہے اور جتنی ضرورت اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کی ابورحمان کے لیے ثابت ہوتی ہے اس سے زیادہ خود ان کے لیے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ:

الف: آنحضرت ﷺ تو اس حدیث میں قاضی صاحب کے ہی بقول مجتہد کے لیے آخری حد خطا اجتہادی ارشاد فرما رہے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب اس حد کو توڑ کر اس سے آگے اور بہت آگے معصیت، گناہ، یقیناً سنتِ نافرمانی، قرآن و حدیث کی مخالفت، اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی، قصور و جور اور بغاوت تک جا پہنچے ہیں۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطا اجتہادی کو آخری حد قرار دیا ہے گناہ و نافرمانی وغیرہ کی مراد نہیں قرار دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجتہد کو پہلے جی بھر کے گناہ نافرمانی وغیرہ کا مرتکب بنا لو، اس پر اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کا الزام خوب لگا لو پھر اس کی مراد خطا اجتہادی سے بیان کر لو۔ لہذا خطا اجتہادی سے زائد قاضی صاحب کی یہ سب باتیں نبوی حد بندی کی صریح خلاف ورزی ہی شمار ہوگی۔

ب: میں نے تو ایک طرف خطا اجتہادی کو ہی ناقص ذکرِ خیر کہا تھا اس کے ساتھ صواب اجتہادی کو یہ کچھ نہ کہا تھا اور دوسری طرف اس کو ناقص ہی سہی پر ذکرِ خیر ہی کہا تھا صحابہ سے بدظنی کا باعث نہ کہا تھا اس پر قاضی صاحب مجھے اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کا فرما رہے ہیں لیکن خود انھوں نے صرف خطا اجتہادی کو ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ صواب اجتہادی کو بھی ذکرِ خیر ہی نہیں بلکہ صحابہ سے بدظنی کرنے والا ذکر قرار دیا ہے، اب میرا بھی قاضی صاحب سے یہی سوال ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ نے بھی بقول آپ کے خطا اجتہادی کو آخری حد قرار دے کر صحابہ کرامؓ سے بدظنی کرنے والے ذکر کا حکم دیا ہے؟ العیاذ باللہ۔ پھر آنحضرت ﷺ نے بھی بقول آپ کے ہی آخری حد قرار دیا ہے تو صرف خطا اجتہادی کو ہی قرار دیا ہے، آپ نے اس سے بڑھ کر صواب اجتہادی کے ذکر کو بھی جو صحابہ سے بدظنی کا باعث قرار دے دیا ہے۔ تو کیا آپ نے نبوی حد بندی کی دوسری صریح خلاف ورزی نہیں کی؟ اب آپ ہی فرمادیں کہ اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کی زیادہ ضرورت آپ کو ہے یا ابورحمان کو؟

ج: ہم ابھی مغالطہ نمبر ۲۳ میں بتا آئے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ صحابہ کرامؓ کی اجتہادی خطا کو زبان پر لانے سے منع کرتے ہیں۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ بھی بحثِ پٹ کسی مجتہد کے بارے میں لفظِ خطی کے استعمال کو ناجائز اور خلاف احتیاط سمجھتے ہیں، کسا قاضی صاحب، ان حضرات اکابر کو بھی اپنے اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کا ہی مشورہ

دیں گے؟ کیونکہ یہ حضرات تو خطاً اجتہادی کے ذکر سے منع کر کے گویا اس کو ناقص ذکرِ خیر قرار دے رہے ہیں۔^(۱۰) جبکہ حدیثِ زیرِ بحث سے منظری استدلال کے مطابق آنحضرت ﷺ اس کو صحابہ کا کامل ذکرِ خیر فرما رہے ہیں۔
۵: پھر قاضی صاحب یہ بھی تو فراویں کے صواب والے اجتہاد اور خطاً والے اجتہاد میں درجہ و مرتبہ کے اعتبار سے کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں دونوں کا اجر مختلف کیوں ارشاد فرمایا؟ اور اگر ان میں فرق ہے تو وہی فراویں کہ وہ کیا ہے؟ نیز یہ کہ جو فرق ان میں ہے کیا وہ ان کے ذکر میں بھی نہیں؟

۵: انبیاء علیہم السلام کے مختلف جانشینوں سے جہاد کرنے سے متعلق آنحضرت ﷺ نے کیا حدیث میں فرمایا ہے کہ "فس جاهدہم ببید فہو مومن و من جاهدہم بلسانہ فہو مومن و من جاهدہم بقلبہ فہو مومن و لیس وراء ذالک من الایمان حبة خردل۔ (اصحیح مسلم صفحہ ۵۲ / ج: ۱) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لفظ مومن کی تئیں کے حوالہ سے پہلے ایمان کو کامل دوسرے کو متوسط اور تیسرے ایمان کو ناقص بتایا ہے،^(۱۱) کیا قاضی صاحب ان کو بھی اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کا مشورہ دیں گے؟ کیونکہ آنحضرت ﷺ تو تینوں مجاہدین کو مومن فرما رہے ہیں صراحتاً نہ کسی کی کوئی غلطی، خطاً بیان فرما رہے ہیں اور نہ اجر کی کمی، زیادتی کا یہی کوئی ذکر کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود ملا علی قاری رحمہ اللہ تیسرے مومن کے ایمان کو نقصان والا ایمان بتا رہے ہیں جبکہ حدیثِ زیرِ بحث میں آنحضرت ﷺ نے صواب و خطا کی تصریح بھی فرمائی ہے اور اجر بھی کم، زیادہ ارشاد فرمایا ہے۔ جو کہ تئیں سے زیادہ واضح قرینہ ہے نقصان کا۔

مغالطہ نمبر ۲۶

آگے قاضی صاحب نے صحابہ کرام کا ایک دوسرے کی طرف اجتہادی خطا کی نسبت کرنا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سے نقل کر کے لکھا ہے:

"کہا ابو ریحان صاحب کا نظریہ ہے کہ صحابہ بھی خالص ذکرِ خیر اور اوصدے اور ناقص ذکرِ خیر میں تمیز نہیں کرتے تھے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔" پھر آگے یہ شعر لکھا ہے:

اللہ نہ ہدایت دے جس کو

پھر اس کی ہدایت مشکل ہے (صفحہ نمبر ۳۳)

میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس احسن اور بے تمیز و بے ہدایت نے کہا ہے کہ صحابہ بھی

خالص ذکرِ خیر اور اوصدے و ناخالص ذکرِ خیر میں تمیز نہیں کر سکتے تھے؟ میں تو اپنی کتاب

۱۰۔ کیونکہ اگر وہ اس کو صحابہ کا کامل ذکرِ خیر سمجھتے ہوئے تو اس کو زبان پر لانے سے منع نہ کرنے، اس کے استعمال کو

نازبا اور خلاف احتیاط نہ سمجھتے۔

ہاں تو قاضی صاحب ذرا یہ بھی تو بتلائیں کہ صحابہ کرامؓ کے ایک دوسرے کی طرف خطا اجتہادی کی نسبت کرنے سے اس کے ذکر کا کامل ذکر خیر ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟ زیادہ سے زیادہ اس کے اطلاق کا جواز ہی تو ثابت ہوا؟ تو کیا آپ کے نزدیک کا نفس جواز اور اس کا درجہ کمال دونوں برابر ہیں۔

ان كنت لا تدري فتلك مصيبة

و ان كنت تدرى فالمصيبة اعظم

باقی رہا قاضی صاحب کا مذکورہ شعر؟ تو اس کا پورا جواب تو میں انشاء اللہ "کشف سبائت" میں ہی دو لگا یہاں انہی کی زبان میں صرف یہ عرض ہے کہ:

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ (خارجی قلمہ صفحہ ۲۷۵ ج: ۱)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

من سب الانبياء قتل ومن سب اصحابي جلد۔

گولی بیکے اس کی دُردوں سے پٹائی کی جائے۔ !